ہم دوراہے پر کھڑے ہیں!

یہ وقت جس سے ہم آج گزر رہے ہیں، ہماری قومی وملی تاریخ کے نازک ترین اوقات میں سے ہے۔ اس وقت ہم ایک دوراہے پر کھڑے ہیں اور ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمارے سامنے جو دوراستے کھلے ہیں، اُن میں سے کس کی طرف بڑھیں۔ اس موقع پر جو فیصلہ بہ حیثیت قوم ہم کریں گے، وہ نہ صرف ہمارے مستقبل پر، بلکہ نہ معلوم کتنی مدّت تک ہماری آیندہ نسلوں پر اثرانداز ہوتا رہے گا۔ ہمارے سامنے ایک راستہ تو یہ ہے کہ ہم ان اصولوں پر اپنے نظامِ زندگی کی بنیادیں کھڑی کریں جو اسلام نے ہم کو دیے ہیں۔ ہماری ساری کی ساری زندگی ــــــ ہماری معاشرت، ہماری معیشت، ہمارا تمدن، ہماری سیاست، غرض سب کچھ ان اصولوں پر استوار ہو جو اسلام نے مقرر کر دیے ہیں۔ دوسرا راستہ ہمارے سامنے یہ ہے کہ ہم کسی مغربی قوم کے نظامِ زندگی کو قبول کرلیں خواہ وہ اشتراکیت ہو، لادینی جمہوریت ہو یا کوئی اور نظامِ زندگی ہو۔

اگر خدانخواستہ ہم نے دوسرے راستے کو پسند کیا، تو ہم اپنے اسلام کی بہ حیثیت قوم نفی کریں گے، اور اپنے ان تمام اعلانات سے منحرف ہوں گے جو ایک مدت سے ہم خدا اور خلق دونوں کے سامنے کرتے رہے ہیں اور اس اجتماعی وعدہ خلافی کی وجہ سے خدا و خلق دونوں کے سامنے ہمیں رسوا ہونا پڑے گا، پھر اس راستے پر چلنے کا سب سے زیادہ افسوس ناک نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندستان میں اسلام کی تاریخ کا قطعی خاتمہ ہو جائے گا۔ بخلاف اس کے اگر ہم پہلا راستہ انتخاب کریں اور خالص اسلامی اصولوں پر اپنی قومی زندگی کو قائم کریں تو ہم دنیا میں بھی سرفراز ہوں گے اور آخرت میں بھی ہمارے لیے کامیابی ہوگی، ہم خدا کے حضور بھی سرخ رو ہوں گے اور خلق کے سامنے بھی ہمارا وقار قائم ہو سکے گا۔ ہم اسلامی نظامِ زندگی کے علَم بردار بن کر پھر اسی مقام پر کھڑے ہو جائیں گے جس پر ہزاروں برس پہلے جب ایک قوم کھڑی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ اِنِّی فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ،یعنی تمھیں دنیا کی ساری اقوام پر فضیلت دی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد جب اسی مقامِ عظمت پر ایک دوسری قوم کھڑی ہوئی تو اسے کہا گیا: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اور كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ، یعنی تم بہترین اُمت ہو اور تمھیں مرکز اُمت بنایا گیا ہے۔ (’مطالبۂ نظامِ اسلامی‘، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمان القرآن، جلد۳۲، عدد۱، رجب ۱۳۶۸ھ، جون ۱۹۴۹ء، ص۱۲-۱۳)